

محبت یا؟

از قلم: عیسیٰ راجپوت



انساب

یہ ناول

ان تمام احساسات کے نام
جو لفظوں میں نہ کہے جاسکے،
ان خاموش محبتوں کے نام
جو وقت، حالات اور فیصلوں کی نذر ہو گئیں۔

ان لوگوں کے نام
جو سچ جانتے ہوئے بھی
خاموش رہنے پر مجبور ہو گئے،
اور ان رشتتوں کے نام
جو خون سے نہیں
بلکہ درد سے جڑتے ہوتے ہیں۔

مصنف کا تعارف

مصنف ایک باشур اور گہری سوچ رکھنے والے قلمکار ہیں جو انسانی نفسیات، خاندانی تعلقات اور معاشرتی حقیقتوں کو بہت سادگی اور گہرائی سے بیان کرتے ہیں۔

ان کی تحریر میں احساس کی شدت، کرداروں کی مضبوطی، اور کہانی کی روانی نمایاں نظر آتی ہے۔

”محبت یا؟؟؟“ ناول

مصنف کی باریک بینی، مشاہدے کی طاقت اور حقیقت پسندانہ سوچ کا عکس ہے، جو قاری کو ابتداء سے آخر تک خود سے جوڑے رکھتا ہے۔

پیش لفظ

محبت--- کبھی نعمت تو کبھی آزمائش بن جاتی ہے۔

”محبت یا؟؟؟“ ناول

ان سچائیوں کو بیان کرتا ہے جو خاندانوں میں برسوں تک چھپی رہتی ہیں۔ یہ کہانی محض کرداروں کی نہیں بلکہ ان فیصلوں کی ہے جو انسان اپنی مرضی سے نہیں مجبوری میں کرتا ہے۔

یہ ناول سوال اٹھاتا ہے کہ کیا محبت ہر سچ سہب سکتی ہے؟ یا بعض اوقات خاموشی ہی سب سے بڑا فیصلہ بن جاتی ہے۔

امید ہے یہ تحریر لقاری کے دل میں اترے گی اور اسے سوچنے پر مجبور کرے گی۔

ہیلو مس مسکان۔

فون کے دوسری طرف سے اواز آئی۔ اوایبھاری ہونے کی وجہ سے سمجھ پانا مشکل تھا کہ
اوایلٹکی کی ہے یا لٹکے کی۔

کون ہوتا اور میرا اصلی نام کیسے جانتے ہو۔ مسکان نے خود پر قابو پاتے ہی سوال کیا۔

یہ سب جاننا تمہارے لیے ضروری نہیں ہے دوسری طرف سے ایک پر سکون اواز آئی۔

ٹھیک ہے پھر اپنا مجھے فون کرنے کا مقصد بتا دو مسکان نے خود پر ضبط کرتے ہوئے اس سے
دوسرा سوال کیا۔

چلو پھر کام کی بات کرتے ہیں اج سے 26 سال پہلے تمہاری فیملی نے ایک دو

سالہ لٹکی اور اس کے پانچ سالہ بھائی کو (Disowned) کیا تھا۔

زینب سلطان اور محمد سلطان کو۔

تمہیں بس یہ پتہ کرنا ہے کہ وہ کہاں رہتے ہیں کیا کرتے ہیں زندہ بھی ہیں کہ مر گئے ہیں۔

اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں تمہارا کام کروں گی اس بار مسکان کی اواز پر سکون تھی۔

کیونکہ اگر تم یہ کام نہیں کرو گی تو میں تمہارا سچ تمہارے بھائی کو بتا دوں گافون کے دوسرا
طرف سے انے والی اوڑا ببھی پر سکون تھی۔

کیسا سچ تم کس بارے میں بات کر رہے ہو میں نہیں جانتی وہ اپنی اوڑا بقبوپانے کی بھرپور
کوشش کر رہی تھی مگر بے سود وہ چاہ کر بھی اپنی اوڑا کی لرزش کو قابو نہیں کر پائی۔

اگر تمہارا کوئی راز نہیں ہے تو تمہاری اوڑا کیوں لرز رہی ہے سامنے والے کا لہجہ اب بھی
پر سکون تھا جیسے اسے یقین ہو کہ اس کا کام ہو جائے گا۔

تم کس سچ کے بارے میں بات کر رہے ہو میں نہیں جانتی اور اب مجھے فون کرنے کی جرات
مت کرنا۔ مسکان کا لہجہ سخت تھا۔

اگر تم نے فون بند کیا تو اگلے ایک منٹ میں تمہارے بھائی کو ایک یسیج موصول ہو گا اور اس
کے بعد کیا ہو گا وہ تم بھی اچھے سے جانتی ہو اور میں بھی اور مجھے امید ہے کہ تم ایسا نہیں
ہونے دینا چاہتی۔ اب کے اس کا لہجہ سخت ہوا تھا۔

تم جانتے کیا ہو میرے بارے میں ذرا مجھے بھی توبتاو میں بھی تو دیکھوں میرا ایسا کون سارا ز
ہے جس سے میں اب تک انجان ہوں۔

جانتا تو میں تمہارے بارے میں بہت کچھ ہوں مگر فی الحال بتانے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

لیکن میں تم سے وہ سب سننے کا ارادہ رکھتی ہوں مسکان کا لہجہ دو ٹوک تھا اور سخت بھی۔

دیکھو مسکان یہ بات تم بھی جانتی ہو اور میں بھی کہ تمہارا بھائی تمہیں ایل ایل بی کروانا چاہتا تھا مگر تم نے اس سے چھپ کر کمپیوٹر میں ماسٹر کیا ہے اور وہ یہ بات نہیں جانتا اسی لیے تو تم نے ادوسرے نام سے سو شل میڈیا یونیورسٹی بنایا ہے۔ کیونکہ تمہیں ڈر ہے کہ تمہارا بھائی تمہیں (Disowned) کر دے گا اور یہی سچ ہے کہ وہ تمہیں قبول نہیں کرے گا جس طرح تمہارے باپ نے تمہیں ٹھکرایا تھا ویسے ہی تمہارا بھائی بھی تمہیں چھوڑ دے گا۔ مجھے یقین ہے کہ تم اپنا واحد قیمتی رشتہ کھونا نہیں چاہو گی۔ فون کے دوسرا طرف سے ان والی اواز میں نرمی بھی تھی اپنا ایتھر بھی اور احساس بھی۔

ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں لیکن اس کے لیے مجھے ان کی کوئی نہ کوئی ڈیلیز تو چاہیے ہی ہوں گی کیونکہ ڈیلیز کے بغیر میں کیسے جان پاؤں گی کہ انہیں کسی نے اڈاپٹ کیا تھا اور اگر کیا بھی تھا تو کس نے ان کے ساتھ کیا ہوا تھا کیا نہیں میں کچھ نہیں جانتی میں نے صرف اپنے بھائی کو اس بارے میں بات کرتے ہوئے سنا تھا۔ اور جب میں نے انہوں سے پوچھا تھا تو انہوں نے بات کو ٹال دیا اب مسکان کے لہجے میں نرمی تھی لیکن اس نے اس بات کو محسوس کیا تھا کہ اس کے ساتھ بات کرنے والا کوئی مرد نہیں بلکہ ایک عورت ہے۔

میری معلومات کے مطابق انہیں تمہاری ماما کی کسی فرینڈ نے اڈاپٹ کیا تھا۔ فون کے دوسری طرف سے اواز اُنی۔

میری ماما کی بہت ہی زیادہ ننده دل اور سو شل لائف تھی۔ ان کے کس فرینڈ نے انہیں اڈاپٹ کیا ہوگا میں کیسے جان سکتی ہوں میں نے تو اپنی ماما کو بھی نہیں دیکھا میں نے صرف سنا ہے کہ ان کے بہت سے فرینڈز تھے میں ان کے کسی فرینڈ کے بارے میں نہیں جانتی۔
مسکان جھنچھلا کر بولی تھی۔

انہیں اڈاپٹ کیا گیا تھا تو ظاہر سی بات ہے ان کی اڈاپشنر کے پیپر کی کاپی اور مزید کچھ معلومات تمہارے گھر میں موجود ہوں گی۔ اس نے اپنی طرف سے مسئلے کا اسان حل بتایا۔

ہاں موجود ہوں گی لیکن پاکستان میں یہاں نہیں اور تم جانتے ہو کہ میں پاکستان نہیں جا سکتی کیونکہ میں اپنے بھائی کے فیصلوں کی پابند ہوں۔ بے وقوف مسکان زیچ ہو کر بولی تھی۔

ڈیلیز شام تک تمہیں تمہاری کزن مومنہ بھیج دے گی۔ فون کے دوسری طرف سے ان والی اواز کے لمحے میں اب سختی تھی۔

اور وہ تمہارے کہنے پر ایسا کیوں کرے گی مسکان نے اپنی طرف سے طنز کرنے کی کوشش کی۔

وہ میرا مسئلہ ہے تمہارا نہیں اگر میں تمہیں کام کرنے پر مجبور کر سکتا ہوں تو میں اسے بھی کر لوں گا اور ہاں کل شام چھ بجے سے پہلے کام ہو جانا چاہیے۔

تم ایسے مجھ پر حکم نہیں چلا سکتے۔ مسکان کا صبرا ب جواب دے گیا تھا۔

میں حکم نہیں چلا رہا میں تمہیں اپنا ختمی فیصلہ بتا رہا ہوں لہجہ ہمیشہ کی طرح پر سکون مگر دو ٹوک تھا۔

اب ہم چلتے ہیں منچسٹر سے نیویارک کی طرف۔

اپ اندر اسکتے ہیں مسٹر پیٹر (Peter) دروازے کی دستک پر لیرسا (Larissa) نے اپنے سیکرٹری کو اندر آنے کی اجازت دی۔

گڈ مارنگ میم - (Good Morning Mam)

تم مجھے زینب کہہ سکتے ہو اسامہ۔ تم دنیا کے سامنے میرے سیکرٹری ہو گھر میں تم میرے ماں کے بیٹے ہو ہم کزن سے یہ بات یاد رکھنا اور ہم تک بھی۔ زینب کی اواز نرم تھی مگر لہجہ دو ٹوک۔

خیر مجھے یہ بتاؤ کہ میں نے تمہیں ایک کام بولا تھا کیا تم نے وہ کیا۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد زینب نے اس خاموشی کو توڑتے ہوئے اسماء سے سوال کیا۔ نہیں مجھے محمد کا کوئی پتہ نہیں چلا را بیل انٹی کی بہت ہی زندہ دل اور سو شل لائف تھی ان کی کس فرینڈ نے محمد کو اڈا پڑ کیا ہے یہ پتہ لگانا بہت مشکل ہے اسماء کے لہجے میں مایوسی صاف جھلک رہی تھی۔ خیر یہ سب باتیں چھوڑو مجھے یہ بتاؤ کہ علیشہبہ اور ہانیہ کیسی ہیں۔ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے زینب نے بات بدلنے کی کوشش کی۔ ہاں وہ دونوں تو ٹھیک ہیں لیکن خوش نہیں ہیں کہتی ہیں بھائی اپ واپس اجائیں اپ کے بغیر ہمیں مزہ نہیں اتنا اتنی بڑی ہو گئی ہیں۔ ابھی بھی بچوں جیسی حرکتیں کرتی ہیں پتہ نہیں کب میچور ہوں گی بے شک اسماء بہت عرصے بعد زینب سے مل رہا تھا لیکن وہ دونوں ایسے بات کر رہے تھے جیسے کہ بچپن سے ایک دوسرے کے ساتھ رہے ہو۔ اخرا کار تھے تو وہ بھی کزن ہی اور کزن لکنے بھی دور کیوں نہ رہ لیں لیکن ایک دوسرے کے لیے ان کی بے تکلفی کبھی ختم نہیں ہوتی۔

اچھا اج میں تمہیں اچھا سنا ناشتہ کرواتی ہوں اخرا کار ہم کزن س اتنے عرصے بعد مل رہے ہیں بڑی بے تکلفی سے زینب نے اسے ناشتہ کی افرکی۔

11 دسمبر دن بارہ بج کیینتا لیں منٹ شہر اسلام آباد سیکٹر ایف - 10

بھائی اپ واپس کب ائیں گے یا تو اپ پاکستان اجائیں یا پھر مجھے اپنے پاس میچھڑ بلا لیں
- اچھا میں نے تمہیں ویڈیو کال اس لیے تو نہیں کی کہ تم میرے سامنے رونا دھونا شروع کر دو
- اپنی شکل تو دکھاؤ فون کے دوسری طرف سے ادريس کی اواز ائی - نہیں میں اپ کو اپنی
شکل نہیں دکھاؤں گی - مومنہ کے لہجے میں ناراضگی تھی۔

اپنے بھائی کو اپنا چہرہ نہیں دکھاؤ گی - ادريس نے نم لہجے میں اس سے کہا اسے لگا تھا شاید ہر
بار کی طرح اس پر بھی مومنہ ایموشنل ہو کر کیمرے کے سامنے اجائے گی - لیکن اج اس
کے برعکس ہوا تھا نہیں میں اپ کو اپنی شکل نہیں دکھاؤں گی اب وہ اترائے کے بولی تھی اس
کے لہجے میں مذاق بھی تھا اور مستی بھی - اور تھوڑی دیر بعد اس نے اپنے موبائل کے
کیمرے کو ان کر لیا اسے دیکھ کر ادريس کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ ابھری تھی -
اپ کو تو میری ذرا بھی پرواہ نہیں ہے - اپ ہمیشہ میرے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں یہ اوaz

مومنہ سلطان کی تھی جو اپنے بھائی کے سامنے شکایتوں کا بلکسا کھول کر بیٹھی تھی۔ اس وقت اگر کوئی بھی اسے دیکھ لیتا تو اس کے لیے اس بات پر یقین کرنا مشکل ہو جاتا کہ یہ لڑکی پاکستان کی طاپ بنس وومنس میں سے ایک ہے۔

جلدی اجاؤں گا اور اس بار مجیر کو ساتھ لے کر اؤں گافون کے دوسری طرف سے اور ایس کی اواز اُنی وہ دونوں ویڈیو کال پر تھے۔ غیر ارادی طور پر اور ایس کے منہ سے مجیر کا نام نکلا۔

واقعی بھائی اپ سچ کہہ رہے ہیں اب مومنہ چہک کے بولی تھی اس کی اواز سے اس کی خوشی کا اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا وہ ہمیشہ مجیر کے نام پر ایسے ہی خوش ہو جایا کرتی تھی اور کیا مسکان بھی ساتھ ائے گی کب تک ائیں گے اپ سب وہ ایک پر ایک سوال کرتی جا رہی تھی اور اور ایس کو اس کا سوال کرنا اچھا لگ رہا تھا۔ اسے دنیا جہاں کی خوشی اپنی بہن کی خوشی میں نظر آتی تھی۔

ابھی مومنہ بات کر رہی تھی کہ اس کا موبائل اف ہو گیا حالانکہ اس کا موبائل فل چارج تھا یہ کیا ہو گیا اسے پہلے تو کبھی ایسے بند نہیں ہوا اور یہ تو فل چارج بھی تھا وہ اپنے موبائل کو ان کرنے کی کوشش کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ منہ میں بڑا رہی تھی۔ وہ ابھی اسی الجھن میں پھنسی ہوئی تھی کہ اتنے میں اس کے کانوں کے ساتھ ظہر کی اذان کی اواز ملکر اُنی وہ اپنا ہر کام چھوڑ کر واش روم میں چلی گئی۔ وہ ابھی ظہر کی نماز پڑھ کر قرآن پاک کی تلاوت کر رہی

تھی کہ اس کا موبائل زور زور سے بجھنے لگا اس نے ایت مکمل کی اور پھر بڑے پیار سے قران پاک کو چوما اور ادب کے ساتھ اسے الماری میں رکھ دیا وہاں جہاں اور بھی کچھ اسلامی کتابیں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ اٹھی اپنے بیڈ کی طرف ائی جہاں اس کا موبائل پڑا ہوا تھا اور پھر اس کے ذہن میں یکدم خیال ایا کہ اس کا موبائل تو بند ہو گیا تھا پھر اخیر کو اس سے کال کیسے کر سکتا ہے وہ ابھی انہی سب سوچوں میں گم تھی کہ اسے ایک گیس شناسانمبر سے کچھ یسیج موصول ہوئے وہ یسیج پڑھتے ہی اس کے چہرے کے اوپر سے ایک کے بعد ایک رنگ گزرا۔

اور پھر اس نے او کے کاٹیکسٹ لکھ کر بھیج دیا میں شام سے پہلے اپ کا سارا کام کر دوں گی۔ یسیج بھینجنے کے بعد وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی کہ اتنے میں ادريس کی پھر سے کال ان لگی اس نے کال پک کی اور مختصر کہا بھائی میں اپ سے تھوڑی دیر میں بات کرتی ہوں وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی اور فوراً اپنی گاڑی میں بیٹھ کے گاڑی کا رخ پاشاہ حویلی کی طرف تھا۔ جو کہ سلطان میشن سے ایک گھنٹے کی مسافت پر ایک گاؤں میں تھی۔ ابھی وہ گاڑی میں بیٹھ کر دروازہ بند کر رہی تھی کہ اتنے میں اس کے کانوں سے اوaz ٹکرائی کہاں جا رہی ہو بچہ یہ اوaz اس کے نانا جان کی تھی معین الدین سلطان کی۔ نانا جان میں ایک ضروری کام سے جا رہی ہوں مجھے دو تین گھنٹے لگ جائیں گے اس کے لہجے میں اج نہ محبت تھی نہ سختی نرم لہج تھا اور دو ٹوک جو کہ بہت کم ایسا ہوا کرتا تھا۔ معین الدین سلطان نے بھی موقع کی نزاکت

کو سمجھتے ہوئے اور کوئی سوال نہیں کیا۔ اس نے گاڑی باہر نکالی اس کی گاڑی کا رخ اس کی دوست علیشہ کے گھر کی طرف تھا علیشہ ہم ایک جگہ جا رہے ہیں تو تیار ہو جاؤ اس کا ایک ہاتھ سٹینگ پر تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے موبائل کان کے ساتھ لگایا ہوا تھا گاڑی اب 10-G کے ایریا میں داخل ہوئی اور ایک گھر کے سامنے جا کر رک گئی۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر علیشہ بیٹھی ہوئی تھی۔ تم مجھے بتاؤ کہ ہم کہاں جا رہے ہیں علیشہ کے ان گنت سوال اب شروع ہو چکے تھے۔ ہم حویلی جا رہے ہیں پاشاہ حویلی مومنہ کا جواب مختصر تھا۔ مگر پاشاہ حویلی کیوں اج سے پہلے تو تم نے کبھی وہاں جانے کا ذکر نہیں کیا علیشہ تجسس کے عالم میں اس سے پوچھ رہی تھی۔

مجھے وہاں کچھ کام ہے اور خدا کے لیے اب مجھ سے کوئی سوال مت کرنا میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں۔

اچھا ٹھیک ہے کوئی اچھا سا گانا ہی لگا دو علیشہ نے منہ پھلانے اس سے کہا۔ خدا کے لیے علیشہ اب کچھ مت کہنا اس وقت مجھے سوائے خاموشی کے اور کچھ بھی نہیں چاہیے اس گاڑی میں اگر تم سے خاموش نہیں رہا جاتا تو ابھی کے ابھی اتر جاؤ۔

اچھا ٹھیک ہے نہیں بولتی اب لیکن یہ تو بتاؤ تمہیں ہوا کیا ہے۔ مجھے کچھ بھی نہیں ہوا اگر تم اب کچھ بولی تو خدا کی قسم میں تمہیں اس گاڑی سے باہر نکال دوں گی۔ ایسے ہی لڑتے

جھگڑتے وہ دونوں پاشا حوصلی پہنچ چکی تھی۔ وہ جیسے ہی حوصلی کے اندر داخل ہوئی تو ان کی خاندانی نوکر رضیہ بی بی فوراً مومنہ کے پاس آئی اور بڑے ادب سے اسے سلام کیا سلام بی بی جی اج اپ یہاں کیسے اگئی۔ رضیہ اماں مجھے کچھ کام تھے اس لیے ائی ہوں۔ جی ٹھیک ہے بی بی جی۔ اپ کے لیے کمرہ صاف کرواؤں بی بی جی اپ رکیں گی بڑے ہی ادب سے رضیہ نے مومنہ سے پوچھا۔

نہیں رضیہ اماں میں رکوں گی نہیں خیریہ میری دوست ہیں اپ ان کے لیے کچھ کھانے پینے کا انتظام کریں اور مجھے را بیل پھوپھو کا کمرہ کھول دیں میں کچھ دیر انہی کے کمرے میں ارام کروں گی وہ حکمیہ لہجے میں کہتی ہوئی اگے بڑھ گئی کہ اتنے میں اس کے پیچھے سے اواز۔ جی ٹھیک ہے بی بی جی وہ جلدی سے کہتی ہے اندر چلی گئی۔

تقریباً 10 منٹ بعد مومنہ را بیل پاشا کے کمرے میں موجود تھی اس نے کمرے کو اندر سے لاک کیا ہوا تھا۔

وہ ایک کے بعد ایک الماری دیکھتی جا رہی تھی۔ تقریباً ادھے گھنٹے میں اس نے پورے کمرے کو چھان لیا تھا لیکن اس سے وہ چیز نہیں ملی تھی جس کی اسے تلاش تھی۔ اب اس کا رخ بک شیلف کی طرف تھا۔ شاید اس سے امید تھی کہ اس سے یہاں سے کچھ مل جائے گا۔ وہ ایک کے بعد ایک کتاب نکال کر دیکھتی جا رہی تھی۔ اس نے جیسے ہی اختری کتاب کو باہر

نکال کر دیکھا تو اسکی نظر اس کے پچھے ایک سیکرٹ لاک پر پڑی وہ کوئی دروازہ تھا یا پھر کوئی لاک اپ دیکھ کر اندازہ لگانا مشکل تھا۔ وہ لاک کو کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھا ہی رہی تھی کہ عصر کی اذان اس کے کانوں سے ٹکرائی اس نے کتاب کو واپس رکھا اور سے باہر آگئی اور نیچے آتے ہی اس نے رضیہ بی بی کو آواز لگائی۔

جی بی بی جی آپ نے بلا یا بڑے آداب سے سرجھ کائے وہ ہاتھ باندھنے کھڑی تھی۔

میں آج یہیں رکوں گی آپ را ایل پھوپھو کا کمرہ اچھے سے صاف کروادے۔

جی ٹھیک ہے بی بی جی جیسا آپ چاہیں۔ اب میں جاؤ؟

ہاں اب جائیں۔ وہ مومنہ سلطان تھی اس کا لہجہ میں نرمی مگر لمحہ حکمیہ ہوتا تھا۔

اب مومنہ کا رخ گیست روم کی طرف تھا۔ وہ گیست روم میں داخل ہوئی اور گیست روم کا ماحول دیکھ کے اس کا دماغ گھوم گیا۔ علیشہ نے سامنے LED پر فل والیم (Volume) پر گانے سن رہی تھی اور اسی کے ساتھ رقص (Dance) بھی کر رہی تھی۔ مومنہ کو دیکھتے ہی اس نے آواز (Mute) کر دی۔

ارے مومنہ تم تمہارا کام ہو گیا۔ اب جلدی چلو میں یہاں بہت بور ہو رہی ہوں۔

تو میری گاڑی کی چابی لو اور تم گھر چلی جاؤ میں اج نہیں اؤں گی۔ وہ خود کے اوپر ضبط کرتے ہوئے علیشہ سے کہہ رہی تھی۔

کیا مطلب تم نہیں جا رہی تم جانتی ہو مجھ سے اکیلے سفر نہیں ہوتا۔

ٹھیک ہے پھر ایسا کرو تم بھی اج چاہتی ہیں رک جاؤ۔ وہ اتنا کہتے کمرے سے باہر نکل گئی۔

20 منٹ بعد وہ جائے نماز پر کھڑی عصر کی نماز ادا کر رہی تھی۔ عصر کی نماز کے فوراً بعد وہ نیچے یہاں حوالی کے لاونچ میں اگئی علیشہ وہاں بیٹھی چائے پی رہی تھی۔ علیشہ کو دیکھتے ہی اس نے علیشہ سے سوال کیا تم نے عصر کی نماز پڑھ لی۔

نہیں میں نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی۔ وہ لاپرواہ سے انداز میں کہتی پھر سے چائے پینے لگی جیسے اسے فکر ہی نہ ہو۔ ویسے مومنہ ہم یہاں کل تک کیا کرنے والے ہیں۔ میں پہلے ہی بہت بور ہو رہی ہوں۔ ہر بار کی طرح علیشہ نے ایک اور نیا سوال کیا۔

تم فکر مت کرو تم بور نہیں ہو گی۔

اگر واپس ہم نیویارک کے ایک شاندار ہوٹل میں ہو رہے ہیں ایوارڈشوکی طرف آئیں تو شارت
بلیک سلیو لیس گاؤن

(Short Black Sleeve less gown) کے ساتھ کانوں میں ڈائمنڈ ایر رنگز پہنے بال کو کھلا
چھوڑے ہوئے لیرسا ویس کسی سلطنت کی شہزادی نظر آرہی تھی وہاں ہالی وڈکی تمام
مشہور ایکٹر سر موجود تھی مگر نظر صرف لیرسا پر آکر ٹھہر تی تھی ایوارڈشو کو شروع ہوئے تقریباً
یہ دوسرا گھنٹا تھا ایوارڈ سرمنی شروع ہو چکی تھی۔ مگر اب اگر وہاں کسی انسان کی کمی تھی تو وہ
لیرسا ویس تھی جو دس منٹ پہلے تک وہی موجود تھی۔

سٹیج کی طرف اوتھو سٹیج پر تو دو قابل اور نوجوان ایکٹر زجو لیرسا کے ساتھ سڑپنجھر تھنگز سیریز میں
کام کر چکے تھے اور مستقبل میں بھی کرنا تھا۔ Noah Schnapp اور Joo Keery نے اپنی
سٹیج دینا شروع کی۔

We are honoured to present the award best performance by female actresses in the series and movies . The nominees in this category have taken us on a journey with their performance this year . Some had flying us through the Solar System with rebels . And the other took us on the magical faraway lands like PITTSBURGH . Okay that might not be a magical land but go stealers . The Best Female lead Actress Award

2024 And the nominations are : Scarlett Johansson, Jennifer Lawrence , Larissa Weems, Gal Gadot So here's tonight nominees And The Oscar goes to Larissa Weems.

تالیوں کی اواز میں سب کی نظریں اب مژمر کے پچھے جا رہی تھی کہ اتنے میں ہلکا ہلکا سا میوزک سٹارٹ ہوا اور آڈینس کے بیچ سے لیرسا کھڑی ہو کر ڈانس کرتی ہوئی سسٹج کی طرف بڑھی۔ اس کے ارد گرد بیٹھے لوگ حیرانی کے عالم میں اس پر نظریں جمائے ہوئے تھے۔ سسٹج پر جا کے اس نے اپنا ایوارڈ وصول کیا اس وقت ساری نظریں ایک 28 سالہ لڑکی لیرسا ویس کی طرف تھی کسی کی نگاہ میں خوشی تھی تو کسی کی نگاہ میں حسد آخر پچھلے 8 سالوں سے اس ایوارڈ پر لیرسا ویس کا جو نام تھا ایوارڈ شو سے فری ہو کر جب لیرسا و اپس ہو ٹل کے روم میں آئی تو اس کی نظر صوفے پر سوتے ہوئے اسامہ پر پڑی جس کے سامنے والے ٹبل پر لیپ ٹاپ رکھا ہوا تھا۔ لیرسا کا لیپ ٹاپ اس نے اسامہ کو جانے کی زحمت نہیں کی اخیر دشمنوں سے بھری اس دنیا میں اگر وہ آنکھ بند کر کے بھروسہ کر سکتی تھی تو وہ اسامہ تھا۔ اس نے لیپ ٹاپ اٹھایا اور اپنے بیڈ کی طرف بڑھ گئی سامنے ایک یسیج ٹائم پر تھا جس میں صرف یہاں تک ہی لکھا گیا تھا کہ میں لیرسا کا پرسنل سیکریٹری ہو اور آپ کو لیرسا کے لیے ایک لڑکے کو سٹاک کرنا ہے۔ لیرسا نے اسے بیک کر دیا۔

آخر کون ہے وہ لڑکا جس کی پر سنل ڈیٹیلز اسامہ کو چاہیے۔ کیا اسامہ کو محمد مل گیا ہے؟ یا یہ میرا نام استعمال کر کے کسی اور کے بارے میں جاننا چاہ رہا ہے ایک کے بعد ایک سوچ اس کے ذہن میں آتی جا رہی تھی۔

کہ اتنے میں اسے گی گی ہدید (Gigi Hadid) کا یتیح موصول ہوا۔ ہالی وڈی کی مشہور ماڈل ہم کاللب بنگ (Clubbing) کے لیے جا رہے ہیں تم بھی ہمیں جوائے کرو آفر آل (After All) یہ تمہارے لیے بھی خوشی کا موقع ہے۔ وہ منع کرنا چاہ رہی تھی لیکن نہیں کر پائی اس بات سے انجان کے اب اس کی قسمت ایک نیا رُخ لینے والی ہے۔ او کے پھر میں تمھیں لو بی میں ملتی ہو اتنا کہتے ہی لیر سانے فون بند کر دیا۔ وہ الماری کی طرف ائی الماری کا دروازہ کھولتے ہی اس نے ایک نظر صوف پر سوتے ہوئے اسامہ پہ ڈالی دشمنوں سے بھری اس دنیا میں میں نے اسامہ پر بھروسہ کر کے کہیں غلطی تو نہیں کر دی اچانک سے اس کے ذہن میں ایک نئے خیال نے جنم لیا۔ اس نے اپنا سر جھٹکا اور الماری میں کوئی دریس دیکھنے لگی۔ آخر یہ اس نے ایک ڈارک ریڈ کلر کی شورٹ فارک پہن لی باہر سر دیوں کی راتیں تھی لیکن اسے اس کی پرواہ کہاں

ہائے یہ خوبصورتی

12 دسمبر رات گیارہ نج کرتیں منٹ اسلام آباد سے محض ایک گھنٹے کی مسافت پر واقع گاؤں
یں قائم بني پاشاہ حولی اس وقت غیر معمولی خاموشی اوڑھے ہوئے تھی، مگر اس خاموشی
کے پس پرده کئی کہانیاں سانس لے رہی تھیں۔ حولی کے وسیع ڈرائیور روم میں اس وقت
چار ایسی شخصیات موجود تھیں جن کے نام اپنی اپنی دنیا میں طاقت، ذہانت اور اثر و رسوخ کی
علامت سمجھے جاتے تھے۔

مومنہ سلطان۔ پاکستان کی مشہور ترین بزنس ووین اور نامور فیشن ڈیزائنز، جس کی سوچ اور
فریسلے مارکیٹ کے رجحانات بدل دینے کی طاقت رکھتے تھے۔

علیشہ راجپوت۔ پاکستان کی سب سے ذین اور فطیں لڑکی، کسی نامعلوم سلطنت کی
شہزادی، ایک حسین فریب اور اپنی مہارت میں بے مثال سرجن، جس کی مسکراہٹ کے
پیچھے رازوں کا ایک جہان آباد تھا۔

زاویار حیدر علی شاہ۔ پاکستان کا معروف سیاست دان اور آج کے نوجوانوں کے لیے ایک زندہ مثال، جس کے الفاظ میں خواب اور لمحے میں قیادت بولتی تھی۔

اور زہرا حیدر علی شاہ۔ خاموش، گھری نظر رکھنے والی، ایک بہترین اسٹاکر، جو بولنے سے زیادہ دیکھنے اور سمجھنے پر یقین رکھتی تھی۔

مگر اس محفل کی تکمیل ابھی باقی تھی۔ سب کی نظریں دروازے کی سمت اٹھتی تھیں، جہاں ایک پانچوں شخصیت کا انتظار تھا۔ عالیان سکندر۔

پاکستان کا بہترین ڈیفینس لائر، اور اسلامک یونیورسٹی آف اسلام آباد کے لاءِ اینڈ شریعہ ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ۔ ایک ایسا نام جس کی موجودگی ہی انصاف، علم اور طاقت کے توازن کی علامت سمجھی جاتی تھی۔

پاشا حویلی سے باہر نکل کر اسی گاؤں کی داخلہ سڑک کی طرف آؤ تو گاؤں میں دو گاڑیاں داخل ہو رہی تھی پہلی جہانگیر سلطان کی جسے حماد سلطان ڈرائیو کر رہا تھا اور اس کے پیچھے دوسری گاڑی میں عالیان سکندر تھا۔

12 دسمبر رات گیارہ بج کر پینتالیس منٹ اب رابیل پاشا کے کمرے میں پانچ لوگ موجود تھے

اور پاشا حویلی سے دس منٹ کے فاصلے پر وقوع سلطان حویلی کی طرف آؤ تو وہاں اس وقت
تین وجود تھے -

جهانگیر سلطان معین الدین سلطان کی دوسری بیوی سے پہلی اولاد
شاہ زیب سلطان معین الدین سلطان کی دوسری بیوی سے تیسرا اولاد حماد سلطان معین
الدین سلطان کی آخری اولاد اور انتظار تھا خدیجہ سلطان کا معین الدین سلطان کی دوسری
بیوی سے دوسری اولاد اور جیدر علی شاہ کی بیوی زاویار اور نہرا کی ماں کا 12 دسمبر رات گیارہ
بح کر پچھن منٹ پاشا حویلی کے دروازے پر ایک گاڑی رکی گاڑی کا شیشہ نیچے ہوا اور سامنے
 واضح ہونے والا چہرہ خدیجہ سلطان کا تھا -

چونکہ معین الدین سلطان کا تعلق شروع سے ہی حویلیوں اور پرانے رتی رواجوں پر عمل
کرنے والے خاندانوں میں ایک سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لیے پہلی شادی انہوں نے اپنی
مرضی کی کی تھی اور دوسری شادی مجبوراً خاندان کی لڑکی کے ساتھ کرنی پڑی۔

ان کی پہلی بیوی کائنات خانم سے ان کی دو اولادیں تھی احمد سلطان - سلطان انڈسٹری کا
مالک اور معین الدین سلطان کا وہ بیٹا جنہیں انہوں نے اپنا وارث چنا تھا - محمد سلطان اور
زینب سلطان کا باپ اور ان کی بیٹی مہوش سلطان - مومنہ سلطان اور اوریس سلطان کی

ماں خدیجہ سلطان کے چہرہ کو دیکھ کر صاف معلوم ہوتا تھا کہ اس پر کئی پلاسٹک سرجریز ہوئی ہیں۔ انگلی کے اشارے سے اس نے چوکیدار کو اپنے پاس بلایا۔

کیا مجیر پاشا لندن سے واپس آگیا ہے۔ چوکیدار کے قریب آتے ہی اس نے سوال کیا۔

نو میم اندر مومنہ بی اور ان کے کچھ دوست آئے ہیں۔ اچھا ٹھیک ہے اتنا کہتے ہی اس نے ڈرائیور کو گاڑی چلانے کا اشارہ کیا۔

12 دسمبر رات گیارہ بج کرتیں منٹ اسلام آباد سے محض ایک گھنٹے کی مسافت پر واقع گاؤں میں قائم بُنی پاشاہ حولی اس وقت غیر معمولی خاموشی اوڑھے ہوئے تھی، مگر اس خاموشی کے پس پرده کئی کہانیاں سانس لے رہی تھیں۔ حولی کے وسیع ڈرائیور روم میں اس وقت چار ایسی شخصیات موجود تھیں جن کے نام اپنی اپنی دنیا میں طاقت، ذہانت اور اثر و رسوخ کی علامت سمجھے جاتے تھے۔

مومنہ سلطان۔ پاکستان کی مشہور ترین بزرنس ووین اور نامور فیشن ڈیزائنر، جس کی سوچ اور فیصلے مارکیٹ کے رجحانات بدل دینے کی طاقت رکھتے تھے۔

علیشہ راجپوت۔ پاکستان کی سب سے ذہین اور فطیین لڑکی، کسی نامعلوم سلطنت کی شہزادی، ایک حسین فریب اور اپنی مہارت میں بے مثال سرجن، جس کی مسکراہٹ کے پیچھے رازوں کا ایک جہان آباد تھا۔

زاویار حیدر علی شاہ۔ پاکستان کا معروف سیاست دان اور آج کے نوجوانوں کے لیے ایک زندہ مثال، جس کے الفاظ میں خواب اور لمحے میں قیادت بولتی تھی۔

اور زہرا حیدر علی شاہ۔ خاموش، گھری نظر رکھنے والی، ایک بہترین استاکر، جو بولنے سے زیادہ دیکھنے اور سمجھنے پر یقین رکھتی تھی۔

مگر اس محفل کی تکمیل ابھی باقی تھی۔ سب کی نظریں دروازے کی سمت اٹھتی تھیں، جہاں ایک پانچویں شخصیت کا انتظار تھا۔ عالیان سکندر۔

پاکستان کا بہترین ڈیفینس لائر، اور اسلامک یونیورسٹی آف اسلام آباد کے لاءِ اینڈ شریعہ ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ۔ ایک ایسا نام جس کی موجودگی ہی انصاف، علم اور طاقت کے توازن کی علامت سمجھی جاتی تھی۔

پاشا حویلی سے باہر نکل کر اسی گاؤں کی داخلہ سڑک کی طرف آؤ تو گاؤں میں دو گاڑیاں داخل ہو رہی تھی پہلی جہانگیر سلطان کی جسے حماد سلطان ڈرائیو کر رہا تھا اور اس کے پیچھے دوسری گاڑی میں عالیان سکندر تھا۔

12 دسمبر رات گیارہ بج کریبتا لیں منٹ اب رابیل پاشا کے کمرے میں پانچ لوگ موجود تھے

-

اور پاشا حویلی سے دس منٹ کے فاصلے پر واقع سلطان حویلی کی طرف آؤ تو وہاں اس وقت
تین وجود تھے -

جهانگیر سلطان معین الدین سلطان کی دوسری بیوی سے پہلی اولاد

شاہ زیب سلطان معین الدین سلطان کی دوسری بیوی سے تیسرا اولاد

حمد سلطان معین الدین سلطان کی آخری اولاد

اور انتظار تھا خدیجہ سلطان کا معین الدین سلطان کی دوسری بیوی سے اولاد اور حیدر

علی شاہ کی بیوی زاویا ر اور زہرا کی ماں کا

12 دسمبر رات گیارہ بج کر پچھن منٹ پاشا حویلی کے دروازے پر ایک گاڑی رکی گاڑی کا شیشہ

نیچے ہوا اور سامنے واضح ہونے والا چہرہ خدیجہ سلطان کا تھا -

چونکہ معین الدین سلطان کا تعلق شروع سے ہی حویلیوں اور پرانے رتی رواجوں پر عمل
کرنے والے خاندانوں میں ایک سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لیے پہلی شادی انہوں نے اپنی
مرضی کی تھی اور دوسری شادی مجبوراً خاندان کی لڑکی کے ساتھ کرنی پڑی -

ان کی پہلی بیوی کائنات خانم سے ان کی دو اولادیں تھیں
احمد سلطان - سلطان انڈسٹری کا مالک اور معین الدین سلطان کا وہ بیٹا جنہیں انہوں نے
اپنا وارث چنا تھا - محمد سلطان اور زینب سلطان کا باپ اور ان کی بیٹی مہوش سلطان -
momene سلطان اور ادریس سلطان کی ماں خدیجہ سلطان کے چہرہ کو دیکھ کر صاف معلوم ہوتا
تھا کہ اس پر کئی پلاسٹک سرجریز ہوئی ہیں - انگلی کے اشارے سے اس نے چوکیدار کو اپنے
پاس بلایا -

کیا مجری پاشا لندن سے واپس آگیا ہے - چوکیدار کے قریب آتے ہی اس نے سوال کیا -
نو میم اندر مومنہ بی اور ان کے کچھ دوست آئے ہیں - اچھا ٹھیک ہے اتنا کہتے ہی اس
نے ڈرائیور کو گاڑی چلانے کا اشارہ کیا -

انگلینڈ، یونپھسٹر

12 دسمبر رات پورے آٹھ بجے

ایک اور فون کال

تمہیں ایک کام بولا تھا تم اب تک وہ نہیں کر سکی فون کے دوسری طرف سے اనے والی اواز
میں سختی اور غصہ دونوں تھا۔

میں انسان ہو کوئی جن نہیں اور جب تک مجھے مومنہ ڈیلیز نہیں بھیج دیتی میں تمہارا کام کیسے کر
سکتی ہوں۔

اور انہوں اگر مجھ سے اس لہجے میں بات کی تو یاد رکھنا مسکان پاشا کو تم تک پہنچنے میں زیادہ وقت
نہیں لگے گا میں تمہارے حلق سے تمہاری زبان کھینچ لوں گی مجھے اس لہجے میں بات سننے کی
عادت نہیں ہے اگر تمہیں میرے ساتھ کام کرنا ہے تو کرو ورنہ تم جا سکتے ہو اور چاہو تو میری
حقیقت میرے بھائی کو بھی بتا سکتے ہو مسکان پاشا کسی سے نہیں ڈرتی۔ اس کی انکھیں بے
خوف تھی چہرے بے تاثر تھا۔ اب مجھے فون کرنے کی ضرورت نہیں ہے جب میں تمہارا کام کر
لوں گی تو میں خود تمہارے ساتھ رابطہ کر لوں گی اور ہاں ایک بات اور میں تمہارا کام اس
لیے نہیں کر رہی کہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ مجھے میرا بھائی چھوڑ دے گا بلکہ صرف اس لیے
کر رہی ہو کیونکہ مسکان پاشا نے ہمیشہ حق اور سچ کے بقا کی جنگ لڑی ہے اس لیے انہوں مجھے
دھمکی تو بالکل بھی مت دینا۔

13 دسمبر رات بارہ بج کے دس منٹ

پاشا حویلی میں موجود اس پاکستان کے سب سے قابل وجود اور ان کی نظریں ایک دروازے پہ ایک خفیہ دروازے پر جو رائیل پاشا کے کمرے کی بوک ریک کے پچھے نسب تھا۔ اخراں دروازے کے پچھے کون کون سے رازدفن تھے۔ یہ دروازہ اپنے پچھے کتنے رازدفن کر کے بیٹھا تھا اس دروازے نے دہر کے کون سے باب کو کھولنا تھا۔

دروازے کے عین وسط (درمیان) میں خوبصورت انداز میں لکھا تھا۔

"محبت یا؟؟؟"

ہر سوالیہ نشان اپنے اندر لیے بیٹھا ہے ایک انجان کہانی کا آغاز اور اختتام۔

تمہارا کیا خیال ہے عالیان اس کا پاسورڈ کیا ہو سکتا ہے

سوال زاویار کی جانب سے پوچھا گیا تھا۔

مجھے کیسے معلوم ہو گا مجھ پر الہام تھوڑی ہوتے ہیں اس نے بالکل روکھے انداز میں جواب دیا۔

ویسے ہونا تو چاہیے عالیان بھائی۔ اخراً تنی نیک و پارسا شخصیت ہیں اپ۔ اب جواب زہرا کی طرف سے ایا تھا۔

تمہارا بھائی کم تھا جواب تم بھی ساتھ شامل ہو گئی ہو۔

عالیان ویسے ایک بات تو بتاؤ یہ تم چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض یوں کی طرح منہ کیوں بنایتے ہو علیشہ نے انتہائی معصومیت سے سوال کیا

علیشہ کی بچی تم بھی اسے اب چڑھ رہی تھی۔

وہ سب اس کی پرہیزگاری کے تانے دے رہے تھے

تمہیں کچھ نہیں کہنا عالیان نے مومنہ کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

مجھے ان سب فضولیات کے علاوہ اور بھی بہت سے کام ہیں میں نے یہاں تم لوگوں کو جس کام کے لیے بلا یا تھا تم سب اس کی طرف دھیان دو تو زیادہ بہتر ہے۔ اور اگر تم لوگوں کا

دل نہیں ہے تو میری طرف سے جہنم میں جاؤ چلو اب جس کام کے کو کرنے ائے ہیں پہلے
اسے نپٹاے ہیں ۔

ویسے مومنہ جیسا کہ یہ دروازہ بک ریک کے پچھے تھا تو شاید کسی بک کے اندر کوڈ بھی لکھا ہو
عالیان نے اپنی رائے کا اظہار کیا ۔

لیکن ۔۔۔۔

ایک منٹ

زاویار نے کچھ کہنا چاہا کہ اتنے میں علیشہبہ نے اس کی بات کاٹ دی ۔ مومنہ مجھے ایک کاپی
اور پین دو اتنا کہتے ہی اس نے پھر سے اپنی توجہ دروازے پر مرکوز کر لی
مومنہ نے اس کے ہاتھ میں ایک نوٹ پیدا کر لیا
علیشہبہ نوٹ پیدا کر لکھ رہی تھی اس نے چار ہندسے لکھے اور واپس پلٹ گئی اس نے
ان چاروں کو اپنے پاس بلایا اور پھر انھیں دروازے کی طرف دیکھنے کو کہا ۔

یہ دیکھو دروازے کے چاروں کونوں پر ایک ہندسا (Digit) لکھا ہوا ہے ۔ وہ دیکھو سب سے
پہلے اوپر بائیں کونے پر 2 اور پھر پھر دائیں کونے کی طرف دیکھو 0 لکھا ہوا ہے اور اسی طرح
نیچے بھی 2 اور 4 لکھا ہوا ہے ۔ اور اگر ان چاروں کو ایک ساتھ ملا کر لکھے تو

2024 یعنی کہ موجودہ سال بتا ہے ۔

تم جو بھی کہنا چاہتی ہو صاف صاف کہو مونہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا ۔

میرا مطلب ہے تمہاری پھوپھونے اس دروازے کا لاک اپنی پرڈیکشن (Prediction) پر لگایا ہے ۔

مطلوب؟؟؟ عالیان نے ایک سوالیہ ابرو اچکاتے ہوئے سوال کیا ۔

میرا مطلب ہے کہ انھیں پہلے سے ہی اس بات کا اندازہ تھا کہ ہم لوگوں میں سے جو بھی اس دروازے کے راز کو کھولنے ائے گا وہ 2024 میں ہی ائے گایا انھوں نے اپنے پچھے کوئی ایسا انسان چھوڑا ہے جس نے مومنہ کو آج کی ہی تاریخ میں یہاں آنے پر مجبور کیا ہے ۔ اور وہ ان کا بیٹا تو نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اوریس کیونکہ تب وہ دونوں صرف پانچ سال کے تھے جب رابیل انٹی کی وفات ہوئی تھی ۔

ان چاروں نے تو پھر کون ہو سکتا والی نظر علیشہ پر ڈالی شاید ان کا کوئی بہت پرانا اور وفادار دوست کیومکہ ان کی موت چوبیس سال پہلے ہوئی تھی ۔

تم صاف صاف بات کیوں نہیں کر رہی ہمارے پاس وقت بہت کم ہے مومنہ کا صبر جواب دے گیا تھا ۔

مطلوب کہ اس دروازے کا پاسورڈ کوئی تاریخ ہے اور وہ بھی صرف اسی مہینے کی آدھی پہلی تو
حل ہو گئی ہے اور ادھی رہ گئی ہے ۔

تم آج کی تاریخ ڈال کر دیکھو زہرانے اپنی رائے کا اظہار کیا ۔

روکو میں ڈالتا ہو زاویار فوراً دروازے کی طرف بڑھا اس نے آج کی تاریخ ڈالی لیکن سکرین پر
پاسورڈ ایر (Password Error) ظاہر کیا گیا ۔

مومنہ تم اپنے بھائی سے بات کر کے دیکھو علیشہبہ نے اسے مشورہ دیا ۔

روکو میں بھائی کو کال کرتی ہو ۔

12 دسمبر انگلینڈ، یونیورسٹی، رات نوچ کر دس منٹ ۔

دائنگ ٹیبل پر تین لوگ موجود تھے ۔

سربراہی کرسی پر بیٹھا مجیر پاشا ۔

گھری سرمئی انکھیں جن میں نہ سرد مہری تھی نہ نرمی بلکہ ایک ایسی خاموش گھرائی جو سامنے
والے کو ٹھہر کر دیکھنے پر مجبور کر دے انکھوں کے نیچے چھپا سکون گویا کئی طوفانوں کا گواہ تھا

-

اٹھی ہوئی ناک اس کی اناپرستی کی گواہ تھی اس کے وقار اور اس کی خود اعتمادی کی علامت
جیسے اس نے کبھی حالات کے سامنے سر جھکانا سیکھا ہی نہ ہو اس کی شخصیت کا وقار بلند
اوaz میں اعلان نہیں کرتا تھا بلکہ خاموشی سے اپنی موجودگی منوا لیتا تھا۔ وہ جب نظر اٹھاتا تو
یوں لگتا جیسے سامنے والا خود کو بے نقاب محسوس کرنے لگے اس کی شخصیت میں ایک عجیب
ساروب تھا ایسا رعب جو ڈراتا نہیں بلکہ کھینچتا تھا۔ اس کی کامیابیاں لفظوں کی محتاج نہیں
تھی وہ جہاں کھڑا ہوتا تھا وہاں فضابدل جایا کرتی تھی

اس وقت اس کے جسم پر موجود ایک ایک چیز مہنگی اور براہنڈ تھی وہ گوری رنگت اور دراز
قد کا مالک تھا۔ انتیس سالہ نوجوان مجیر پاشا ایک کامیاب بزنس میں اسے وہی لوگ پسند اتے
تھے جو اس کے سامنے جھک کر بات کرتے تھے اسے خود سریا اناپرست کہنا غلط نہیں ہوگا
گھمنڈی لفظ بھی اس کے مزاج پر خوب سیٹ ہوتا تھا۔ کیونکہ بزنس کی دنیا میں اپنے نام کا وہ
واحد تھا اس کے سامنے کوئی بھی اس کے مقابل کھڑا نہیں ہو سکتا تھا اور پیسوں کی بھی
اس کے پاس کوئی کمی نہیں تھی۔

اس کی دائیں طرف بیٹھا اور یہ سلطان -

لمبے قد کا وجیہہ نوجوان تھا جو لندن کی فضا میں پلا بڑھا تھا، مگر اس کی شخصیت میں مشرقی تہذیب اور اسلامی وقار پوری طرح رچا بسا تھا۔ اس کی سیاہ آنکھیں گہری اور پُر کشش تھیں، جن میں اعتماد اور وقار کی چمک نمایاں رہتی۔ بال قدرتی طور پر گھنگریا لے تھے جو اس کے چہرے کے گرد خوبصورتی سے بکھرے رہتے۔ ہلکی سی تراشی ہوئی داڑھی اور ہلکی ہلکی موخچھیں، جو ہونٹوں کے اوپر نرم انداز میں گری ہوئی تھیں، اس کے چہرے کو مزید دلکش بنادیتی تھیں۔

اس کی گندمی رنگت میں ایک صحت مند چمک تھی، اور جب وہ مسکراتا تو اس کے گالوں پر بننے والے ڈمپل اس کی شخصیت میں ایک معصوم سی کشش بھر دیتے تھے۔ چہرہ حد درجہ پُر کشش ہونے کے باوجود بناوٹ سے پاک، سادگی اور شرافت کی خوبصورت تصویر تھا۔

اور بائیں طرف بیٹھی مسکان پاشا۔

گندمی رنگت، نیلی آنکھیں اور پرکشش چہرہ۔ تیکھی ناک اور متوازن خدوخال کے ساتھ وہ
کامل حسن کی ایک جیتی جاگتی تصویر تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے حسن کے تمام خزانے
قدرت نے سمیٹ کر اسی ایک وجود پر نچھا ور کر دیے ہوں۔ اس کے چہرے پر ٹھہری
معصومیت دنیا کو دھوکا دینے کے لیے کافی تھی؛ ایک ایسی معصومیت جو دیکھنے والے کو یہ
یقین دلا دیتی کہ وہ نازک، سادہ اور بے خبر سی لڑکی ہے۔

پچیس سالہ یہ حسین لڑکی بظاہر یونیورسٹی آف منچسٹر میں ایل ایل بی کی طالبہ تھی۔ سمجھی جاتی تھی،
مگر حقیقت اس کے بر عکس تھی۔ اپنے ہی بھائی کی نظرؤں سے او جھل رہتے ہوئے وہ کمپیوٹر
سائنس میں ماسٹرز مکمل کر چکی تھی۔ ایک ایسا راز جو اس کی ذہانت، جرات اور خود مختار سوچ
کا ثبوت تھا۔ وہ لڑکی جو دنیا کو صرف اپنی خاموش مسکراہٹ اور جھکی نظرؤں سے پہچان
کرواتی تھی، درحقیقت ایک مضبوط اور غیر معمولی ذہن کی مالک تھی۔

مگر شاید اس کی آنکھوں کا یہ نیلا رنگ ہی سب سے بڑا فریب تھا۔ ایک ایسا پرده جو مسکان
پاشاہ کی آنکھوں کے اصل رنگ کو، اور اس کی شخصیت کے گہرے رازوں کو چھپائے
ہوئے تھا۔ کیونکہ وہ آنکھیں صرف خوبصورت ہی نہیں تھیں، وہ سوال بھی کرتی تھیں،

خواب بھی دیکھتی تھیں، اور وقت آنے پر دنیا کے بنائے ہوئے اصولوں کو چیلنج کرنے کی
ہمت بھی رکھتی تھیں۔

اپ کا سفر کیسا گزرا بھائی مسکان نے ٹیبل پر پھیلی ہوئی خاموشی کو توڑا ٹھیک گزرا ہے تم بتاؤ
کیسی ہو مجیر نے سرسری سا اور مردا ہوا جواب دیا۔
میں بالکل ٹھیک۔

مجھے اپ سے کچھ بات کرنی تھی بھائی وہ جانتی تھی کہ اس کے بھائی کو تمہید نہیں پسند اس
لیے اس نے بغیر تمہید کے کہنا شروع کیا۔

بات پھر کبھی کر لینا شہزادی اج میں تھوڑا تھکا ہوا ہوں
وہ دونوں ابھی بات کر ہی رہے تھے کہ ادريس کے فون کی گھنٹی بجنے لگی اس نے سکرین کی
طرف دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ ابھری وہ ایکسکیووڈی (Excuse Me) کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

مجیر بھی اپنا کھانا کھا چکا تھا سو وہ بھی تھوڑی دیر بعد اٹھ کھڑا ہوا مسکان نے بھی تقریباً کھانا کھا
لیا تھا لیکن اسے ابھی تھوڑی بھوک باقی تھی لیکن اپنے بھائی کو کھڑا ہوتا ہوا دیکھ کر وہ بھی
کھڑی ہو گئی۔ بھائی کیا اپ کے پاس پانچ منٹ بھی نہیں ہے مجھے اپ سے اجازت چاہیے
تھی۔

کس چیز کی اجازت کرے کی طرف جاتے ہوئے مجیر نے مڑکر مسکان کی طرف دیکھا۔

بھائی میں پاکستان جانا چاہتی ہوں اس کی اواز میں صاف صاف لرزش تھی۔

اس خیال کو اپنے ذہن سے نکال دو اور دوبارہ کبھی میرے سامنے اس کا ذکر مت کرنا اگر کھانا
کھا چکی ہو تو اپنے کمرے میں چلی جاؤ۔ اگر سیڑھیاں چڑھ کر پہلے کمرے کی طرف جاؤ تو کمرے
میں اور اسیں فون کان سے لگائے مومنہ سے بات کر رہا تھا۔

میرا بچہ تم ابھی تک جاگ رہی ہو رسمی سلام دعا کے بعد اور اسی نے مومنہ سے سوال کیا

بھائی مجھے نیند نہیں ارہی تھی اور ویسے بھی میں پاشا حوصلی ائی ہوں اپنے دوستوں کے ساتھ
مومنہ نے بالکل بچگانہ انداز میں جواب دیا ظاہر ہے اس پوری دنیا میں ایک اور لیں ہی تھا جس
کے سامنے وہ بالکل بچہ بن جاتی تھی

ویسے لگتا ہے اج پاکستان میں سورج مغرب کی جانب سے نکلا تھا اور لیں نے اس سے ایسے
سوال کیا جیسے کہ اج سورج واقعی مغرب کی جانب سے نکلا ہو

ایسا نہیں ہے بھائی پر اپ کو ایسا کیوں لگ رہا ہے اپ کے سوال میں سوال کم اور تصدیق
زیادہ مانگی جا رہی ہے

وہ کیا ہے ناپاکستان کی سب سے بڑی بزنس وومن اس دنیا کی اتھائی مصروف ترین لڑکی اج
اپنے دوستوں کے ساتھ اونٹنگ پر ائی ہے بڑی عجیب بات ہے خیریہ بتاؤ کہ رات کے اس
وقت فون کیوں کیا ہے -

بھائی وہ میں نے اپ سے ایک بات پوچھنی تھی -

ایک کیوں دو باتیں پوچھو ویسے بھی اگر میں تمہیں کہہ دوں گا کہ میں نہیں بتا رہا تو کون ساتھ میں نے
نہیں پوچھنی پوچھنا تو تم نے پھر بھی ہے -

بھائی ایم ویری سیریس مومنہ نہ روٹھے انداز میں کہا -

اچھا بابا پوچھ لو نہیں کہتا اب کچھ -

بھائی دسمبر میں کچھ خاص ہوا تھا کیا -

دسمبر میں کچھ خاص ہوا تھا مطلب اوریں نے جیسے اسے وضاحت چاہی -

مطلوب بھائی اج کل کی کسی تاریخ میں کوئی خاص بات ہوئی تھی کسی کی سالگرہ
کسی----- وہ بولتے بولتے رکی -----

کسی----- اوریں نے مزید وضاحت چاہی

بھائی میں اتنی بڑی بات کیسے بھول سکتی ہوں اور میرے خدا یا اللہ اللہ یہ کیا ہو گیا میں اتنی
بڑی بات کیسے بھول گئی وہ منہ کی منہ میں بڑھانے لگی اور ساتھ ساتھ اپنے اپ کو کو سنے لگی -

الله اللہ لڑکی بتاؤ گی بھی کیا ہوا ہے کیوں خود کو اتنا کوس رہی ہو اوریں پریشان ہوا -

بھائی 14 تاریخ کو میرے اور مجیر کے نکاح کی سالگرہ ہے اور میں اتنی بڑی بات کیسے بھول
گئی کل رات 12 کے بعد میری زندگی کا اتنا خاص دن ہے اور میں وہی بھول گئی اللہ اللہ
اب میں کدھر جاؤں میرے اس گناہ کی کوئی معافی نہیں ہے -

اوپاگل لڑکی چپ کر جا اتنی بھی کوئی بڑی بات نہیں ہے ابھی پورا ایک دن پڑا ہے تمہیں کل
خود ہی یاد اجانا تھا جاؤ اور جا کر سو جاؤ اف اللہ کیا کروں میں اس لڑکی کا پریشان کر کے رکھ

دیتی ہے چلو اب میں فون رکھ رہا ہوں اور اس نے اتنا کہا ہی تھا کہ اس کے کمرے کا دروازہ
کھلا اور مجیر پاشا کمرے میں داخل ہوا۔ اس کو دیکھتے ہی اور اس اٹھ کھڑا ہوا پتہ نہیں کیوں
لیکن مجیر پاشا سب کے لیے خاص تھا شاید اس لیے کہ وہ ہو، ہو ایمان پاشا کے جیسا تھا اس
کے چلنے کا اس کے بولنے کا اس کے دیکھنے کا انداز سب کچھ۔ اور شاید مومنہ کے لیے بھی وہ
اسی لیے خاص تھا کیونکہ وہ ہو، ہو اس کے باپ جیسا تھا۔

اگر واپس پاکستان پاشا حویلی کی طرف اُتو مومنہ کو چھوڑ کر باقی چاروں اس وقت لاونج میں
بیٹھے چائے پی رہے تھے اور اس چائے کی خاص بات یہ تھی کہ یہ چائے علیشہ بنائی تھی
عالیان اور زہرانے جیسے ہی چائے کا پہلا گھونٹ بھرا انہوں نے فوراً اسے زمین پر تھوک دیا

-

کیا بد مذہ چائے بنائی ہے تم نے اس چائے کو پینے کے بعد تو میں زندگی میں کبھی چائے نہیں
پینے والا عالیان نے چائے کو تھوکتے ساتھ ہی کہنا شروع کیا۔

ظاہر ہے جب ایک خاندانی رئیس زادی سے چائے بناؤ گے تو یہی سب ہو گا میں نے کہا بھی
تھا مجھ سے چائے نہیں بتتی علیشہ نے منہ بسوڑتے اسے جواب دیا۔

اور اگر زاویار کو دیکھو تو وہ چائے کا ایک گھونٹ بھرتا جا رہا تھا زہرا اپنے بھائی کی
طرف دیکھتے جا رہی تھی اور میرے خدا بھائی اپ اتنی گندی اور بد مزہ چائے پی کیسے رہے ہیں
اس کی اس بات پر عالیان اور علیشہ دونوں نے مڑکر زاویار کو دیکھا۔

اچھی توبی ہے کیا ہے اس چائے کو اتنا کہتے ہی وہ علیشہ کی طرف دیکھنے لگا۔

یہ تم مجھے کیوں ایسے دیکھ رہے ہو اور میرے ہاتھ کی بنی ہوئی اتنی بد مزہ چائے ہے تم پی کیسے رہے
ہو کہیں تمہیں مجھ سے پیار تو نہیں ہو گیا علیشہ نے مسکراتے ہوئے شراری انداز میں ایک
سوالیہ ابر و اٹھائے زاویار سے کہا۔

میں پیار اور وہ بھی تم سے کم ان اب ایسی بھی کیا بات ہے تم میں

یہ دو خوبصورت سبھری انکھیں، یہ دودھ جیسا گورا رنگ، چھوٹا سا گھڑیا جیسا چہرہ، گھنگرالی
پلکیں، میٹھی اور خوبصورت اواز، اور یہ اونچا لمبا قد ساتھ میں یہ چھوٹے کٹے ہوئے بال
ہونے کے علاوہ ہے ہی کیا تمہارے پاس؟

وہ شاید کچھ زیادہ بول گیا تھا اور اس بات کا احساس اسے یہ سب بولنے کے بعد ہو رہا تھا۔

اور رہی بات تمہاری چائے کی تو مجھے کڑوی کافی پینے کی عادت ہے اس لیے مجھے زیادہ بری
نہیں لگی چلو اب ہٹو سامنے سے مجھے

لی وی دیکھنے دو اتنا کہہ دے ہی ٹیبل کے اوپر سے ریموڈ اٹھایا۔

تم چاروں اوپر ارہے ہو یا میں خود ہی اس دروازے کو کھول لوں اب مومنہ اوپر سیر ہیوں پر
کھڑی ان سے پوچھ رہی تھی۔

ویسے عالیان ایک بات بتاؤ یہ زاویا رنے میری بے عزتی کی ہے یا تعریف کچھ زیادہ ہی میٹھی
میٹھی سنائیا ہے مجھے۔

وہ چاروں سیر ہیاں چڑھ رہے تھے جب علیشہ نے رک کر عالیان سے سوال کیا۔

تعریف کی ہے یا بے عزتی کی ہے تمہیں کیا فرق پڑتا ہے تم اس سے دور رہو ویسے بھی وہ کون
سامنہ ہارا دوست ہے عالیان نے اسے تنیہ کی۔

ویسے تمہیں کیوں اتنی جلن ہو رہی ہے کہیں علیشہ نے جس انداز میں یہ بات کہی تھی اور
جس طرح وہ عالیان کو دیکھ رہی تھی عالیان کا دل چاہا کہ وہ اپنا سردیوار پر دے مارے

ویسے علیشہ اگر تمہیں اج کل محبت کے پیچے لڑانے کا اتنا ہی دل کر رہا ہے تو مجھے بتا دو میں
تمہارے لیے اچھا سا لڑکا ڈھونڈ دیتی ہوں - ویسے بھی میرے پاس لڑکوں کی اچھی خاصی
لست موجود ہے - وہ کیا ہے نا میرا کام ہی ایسا ہے تمہیں اگر کوئی پسند ہے تو مجھے بتا دو میں
تمہیں اس کی پرسنلی ٹریننگ کے بارے میں ایک ایک چیز ڈیٹیل کے ساتھ بتاؤں گی زہرانے
بات کے بیچ میں لقمہ دیا -

تم اسے پرسنلی جانتی ہو؟

عالیان نے زہر اسے سوال کیا -

پرسنلی نہیں جانتی لیکن مومنہ کی دوست ہے تو میری بھی دوست بن ہی سکتی ہے زہرانے
کندھے اچکاتے جواب دیا

دوست بن سکتی ہو بُنی نہیں ہو اور تم اسے جانتی بھی نہیں ہو تو پھر میری اور اس کی باتوں
کے درمیان لقمہ کیوں دے رہی ہو ویسے تو عالیان اسے تنگ کر رہا تھا لیکن اس کے چہرے پر
بے تحاشہ سنبھل دی تھی -

اب کچھ غلط بھی تو نہیں کہا میں نے عالیان بھائی مذاق ہی تو کر رہی تھی اس میں اتنا غصہ
کرنے والی کون سی بات ہے -

جیسے تم مذاق کر رہی ہو ویسے میں بھی مذاق کر رہا ہوں۔

تم تینوں کا دروازے پر ہی اعتکاف بیٹھنے کا ارادہ ہے کیا۔

ان تینوں کو دروازے پر گھڑا دیکھ کر مومنہ کا پارہ ہائی ہوا تھا ایک تو پہلے ہی وہ اپنے اپ کو
کوس کوس کر ہلکاں ہوئی پڑی تھی۔

رات کے دونج رہے ہیں مومنہ ہم یہ کام کر بھی کر سکتے ہیں زاویار نے مومنہ سے کہا۔

جو کام اج شروع کیا ہے اسے اج ہی ختم کرنا ہے ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔

ان چاروں نے ایک "آخری معاملہ کیا ہے" والی نظر مومنہ پر ڈالی

پہلے ہم اس دروازے کو کھول لیں ساری بات خود ہی واضح ہو جائے گی۔

علیشہبہ اگے ائی اس نے دروازے پر شو ہو رہی لاک سکرین میں پاسورڈ ڈالا اور سکرین کے اوپر گرین کلر سے انلاک (Unlock) لکھا ہوا شو ہو گیا

Dec-2024-14

ایک دن بعد سب کی زندگیاں بدلنے والی تھی اور ہر کوئی اس بات سے بالکل انجام تھا۔

دروازہ کھو لگیا اس کے اندر داخل ہونے والا پہلا شخص عالیان سکندر تھا۔

واو ایک سیکرٹ لائبریری -

(WOW A Secret Library)